

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

طالب علم کو زکوٰۃ دینے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

!و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

!الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد

وہ طالب علم جس نے اپنے آپ کو شرعی علم کے حصول کے لیے مصروف کر رکھا ہو، اسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے، خواہ وہ کمانے پر قادر بھی ہو کیونکہ شرعی علم کا حاصل کرنا جہاد فی سبیل اللہ کی ایک قسم ہے اور جہاد فی سبیل اللہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے مصارف زکوٰۃ میں شمار فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّمَا الصَّدَقَتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَمِلِينَ عَلَیْہَا وَالْمُؤْتَفِقِ قُلُوبُہُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْبَرِّینِ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۚ... سورۃ التوبہ

صدقات (یعنی زکوٰۃ وغیرہ) تو مغلسوں اور محتاجوں اور کارکنان صدقات کا حق ہے اور ان لوگوں کا جن کی تائید قلوب مقصود ہے اور غلاموں کے آزاد کرانے میں اور قرض داروں کے قرض ادا کرنے میں اور اللہ کی راہ میں "اور مسافروں (کی مدد) میں (بھی یہ مال خرچ کرنا چاہیے) یہ حقوق اللہ کی طرف سے مقرر کر دیئے گئے ہیں اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔"

اگر کوئی طالب علم و نبوی علم کے حصول میں مشغول ہو تو اسے زکوٰۃ نہ دی جائے، اس سے ہم کہیں گے کہ اب تم دنیا کے لیے کام کر رہے ہو اور اس سے تم دنیا کمانے کے لیے ملازمت بھی حاصل کر لو گے، لہذا ہم تمہیں زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ اگر ہم کوئی ایسا شخص دیکھیں جو کھانے پینے اور رہائش کے اخراجات کے لیے تو کمائی کر سکتا ہے اور اسے شادی کی بھی ضرورت ہو اور شادی کے اخراجات کے لیے اس کے پاس رقم مہیا نہ ہو تو سوال یہ ہے کہ کیا شادی کے لیے اسے زکوٰۃ دینا جائز ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں اسے شادی کے لیے زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ زکوٰۃ کی مدد سے مہر ادا کرنے کے لیے ساری رقم اسے دی جا سکتی ہے۔ اگر کما جائے کہ فقیر کو شادی کے لیے رقم دینا اور بہت زیادہ رقم دینا کس طرح جائز ہے؟ ہم کہیں گے اس لیے کہ بسا اوقات انسان کو شادی کی ضرورت بھی کھانے پینے کی طرح بہت شدید ہوتی ہے۔ اسی لیے اہل علم نے کہا ہے کہ جس پر کسی شخص کا نفقہ لازم ہو تو اسے اس کی شادی کے اخراجات بھی برداشت کرنے چاہئیں بشرطیکہ مالی طور پر وہ اس کی استطاعت رکھتا ہو، مثلاً: باپ کے لیے یہ واجب ہے جب بیٹے کو شادی کی ضرورت ہو کہ وہ اپنے بیٹے کی شادی کا بندوبست کرے، لیکن اس کے پاس شادی کے لیے اخراجات نہ ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ بعض باپ جو جوانی کے دور کی اپنی حالت کو بھول گئے ہیں، ان کا بیٹا جب ان سے شادی کے لیے کہتا ہے تو وہ اسے جواب دیتے ہیں کہ اپنی پٹائی کا پینسہ بہاؤ، یعنی خوب محنت کر کے کماؤ اور شادی کر لو۔ یہ جائز نہیں اگر باپ بیٹے کی شادی کے اخراجات برداشت کرنے کی قدرت رکھتا ہو تو اس صورت میں اس کا یہ طرز عمل حرام ہے۔ اگر مالی استطاعت کے باوجود وہ اپنے بیٹے کی شادی پر خرچ نہیں کرتا، تو اس کا بیٹا روز قیامت اس کا خصم بن کر اس سے اپنے حق کا مطالبہ کرے گا۔

سوال پیدا یہ ہوتا ہے کہ اگر ایک شخص کے چند بیٹے ہوں، ان میں سے بعض شادی کی عمر کو پہنچ گئے ہوں اور ان کی اس نے شادی کر دی ہو اور کچھ بیٹے چھوٹے ہوں تو کیا اس شخص کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے چھوٹے بیٹوں کی شادی کے مہر کے لیے کچھ مال کی وصیت کرے کیونکہ اس نے اپنے بڑے بیٹوں کی شادی پر مال خرچ کر چکا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جب آدمی اپنے بڑے بیٹوں کی شادی پر خرچ کرے تو اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے چھوٹے بیٹوں کے لیے وصیت کرے، البتہ یہ واجب ہے کہ جب ان میں سے کوئی شادی کی عمر کو پہنچ جائے، تو اس کی شادی پر بھی اسی طرح خرچ کرے جس طرح اس نے پہلے بیٹے کی شادی پر خرچ کیا تھا۔ اپنی موت کے بعد اس کے لیے وصیت کرنا حرام ہے اور اس کی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

إِنَّ اللّٰهَ عَظِیْمٌ كُنَّ ذِی حَقِّ حَقَّهُ فَلَا وَصِیَّةَ لِّلْوَارِثِ «سنن ابی داؤد، الوصایا، باب ما جاء فی الوصیۃ للوارث، ح: ۲۸۶۰ وجامع الترمذی، الوصایا، باب ما جاء لا وصیۃ للوارث، ح: ۲۱۲۰»

”بے شک اللہ تعالیٰ ہر حق دار کو اس کا حق عطا فرمادیا ہے، لہذا وارث کے لیے وصیت نہیں ہے۔“

واللہ التوفیق

